Day: PMS -23 (لازمی) اردو Date: 03-05-23

محمد فاروق

NOA 0301-6885577

سوال نمبر 3 درج ذیل جملوں کو اس طرح درست کیجئے کہ جملے کی ساخت متاثر نہ ہو۔

1۔ وہ لمبا راہ آنکھا منتظر ہے

2۔ دہی کڑوا ہے

3۔ نہ کھانا سی کھاما نہ ماہی ہی پیا

4۔ اسکے دستخط اچھے ہیں۔

5۔ طلباء سے کہو کہ وہ وقت کی پابندی کریں۔

6۔ یہ بڑھیا بڑی چالاک ہے

7۔ درحقیقت وہ سچا ہے

8۔ نکتہ چینی مت کرو

9۔ وہ بہت ہوش مند انسان ہے۔

10۔ دشمن نے اسے موت کے گھاٹ اتارا

سوال نمبر 4 1۔ سانچ کو آنچ نہیں

ہمیں چاہیے کہ ہم ہمیشہ سچائی کا راستہ اختیار کریں کیونکہ سانچ کو آنچ نہیں۔ سچائی میں ہی انسان کی نجات ہے۔

2۔ سینہ سپر ہونا

اصل لیڈر وہی ہے جو مشکل ترین حالات کے سامنے سینہ سپر ہوکر قوم کو حوصلہ دے

Day: ________ Date: ________

ج۔ فاقہ مستی

دیکھا ایک دن ہماری فاقہ مستی رنگ لائے گی اور کامیابی ہمارے قدم چومے گی

د۔ کھسیانی بلی کھمبا نوچے

اگر تمہارا کام نہیں بنا تو اس میں ہمارا کیا قصور؟ ہم سے کیوں لڑ رہے ہو الجھ رہے ہو یہ تو ایسے ہی ہے کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے

ہ۔ پھولے نہ سمانا

پی ایم ایس میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد اسلم پھولے نہ سما رہا تھا۔

و۔ بہتی گنگا میں ہاتھ دھونا

پاکستان کا المیہ یہ ہے کہ یہاں بدعنوانی کی روک تھام کی بجائے اکثر لوگ بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کی کوشش کرتے ہیں۔

ز۔ بغلیں جھانکنا

جب احمد سے میرے سوال کا جواب نہ بن پڑا تو وہ بغلیں جھانکنے لگا۔

ح۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

اسلامی تاریخ کے اوراق ایسے افسوسناک واقعات سے بھرے ہوئے ہیں جہاں غداروں نے اتنا نقصان پہنچایا مثلاً گھر کے بھیدیوں نے لنکا ڈھا دی۔

Day: ______ Date: ______

ط) ناک کٹنا

بے حیا اولاد نے ایسے کام کیے کہ بزرگوں کی ناک کٹوا دی

ی. ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

پاکستان کی معاشی صورتحال اسقدر ابتر ہے کہ تھوڑی بہت امداد بھی ڈوبتے کو تنکے کے سہارے کی مانند اسکے لیے اہم ہے

سوال نمبر 3 درج ذیل اشعار کی تشریح کریں

1. جہان تازہ کی افکار تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

تشریح

برصغیر پاک و ہند کے ملیۂ ناز اور عالی مقام شاعر علامہ محمد اقبال ؒ ایک عہد ساز شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں جن کی زیادہ تر شاعری کا محور مسلم امہ کی عظمت رفتہ کی بحالی رہی۔ اسی عظیم مقصد کی خاطر وہ تا دم آخر مصروف عمل رہے۔ مندرجہ بالا شعر بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں وہ دور جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فکر و عمل کا درس دے رہے ہیں کہ آج کے دور میں اگر ترقی کرنی

ہے تو جمود کی راہ چھوڑ کر جدید سوچ اپنانا ہو گی
اتفاق اصل میں اشارہ مسلمانوں کے اسی فکری جمود
کی طرف ہے جو تاریخی طور پر مسلمانوں کا خاصہ
رہا ہے۔ اسلام کے ابتدائی ایام کو چھوڑ کر آہستہ آہستہ
مسلمان لکیر کے فقیر بنتے چلے گئے اور اجتہاد کی راہ
کو چھوڑ دیا۔ دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہ
ہونے کی وجہ سے دیگر اقوامِ عالم سے پیچھے ہو گئے
ایک اور جگہ اسی طرح فرماتے ہیں۔

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

اقبال کا یہ شعر آج بھی مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔
آج بھی اگر ہم دورِ جدید کے مسائل کو سمجھ کر اسکے مطابق
اپنی سوچ میں بہتری لے آئیں تو اس میں ہماری کامیابی
ہے۔

5- لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہِ شیشہ گری کا

شاعر کا نام

میر تقی میر

تشریح

غزل کے شاعر میر تقی میر کا مندرجہ بالا شعر ایک طرف

انکی مخصوص حساس طبیعت کی جانب اشارہ کرتا ہے دوسری جانب ہمیں انکے صاحب ادراک ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ صاحب نظر ایک عام شخص کے لیے یہ دنیا ایک عام سی جگہ ہو اور اسے دنیا کے معمولات میں کوئی انضباط نظر نہ آئے لیکن میر تقی میر ایسے صاحب نظر شخصیت کو جو ادراک ہے کہ دنیا کے یہ معاملات اتنے پیچیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ اتنے نظم میں ہیں کہ انسان کی حیرت گم ہو جاتی ہے۔ خود انسان کے اندر کروڑوں اربوں عوامل وقوع پذیر رہتے ہیں اور انسان کو خبر بھی ہوتی۔ اسی طرح کائنات کی وسعت کے سلسلوں کو دیکھیں اور خالق کے نظم و ضبط کی خوبصورتی کو دیکھیں تو انسان بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے
وہی خدا ہے وہی خدا ہے

بظاہر یوں ہی ~~[illegible]~~ دکھائی دیتا ہے کہ ~~[illegible]~~ جیسے مشینری میں ذرا برابر بھی غلطی کی گنجائش نہیں ہوتی یہاں بھی ایک چھوٹی سی گڑبڑ ہو جائے تو نظام درہم برہم ہو جائے گا لیکن یہ خدا کی ہی ذات ہے جو کائنات کا نظام تھامے ہوئے ہے۔

Day: ________ Date: ________

ب۔ دہن پہ ہیں ان کے گماں کیسے کیسے
کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے

شاعر کا نام

خواجہ حیدر علی آتش

تشریح

برصغیر پاک و ہند کے نامور شعراء میں ایک نام خواجہ حیدر آتش کا بھی ہے جو مصحفی سے متاثر ہوئے اور بعدازاں انکی شاگردی میں آئے اور اردو ادب میں شاعری کا اچھا خزانہ چھوڑ کر گئے۔ مندرجہ بالا شعر شاعر کے احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے اس کیفیت کو بیان کرتا ہے جو عاشق کے اپنے معشوق کے بارے میں سوچنے کی انتہا پر پہنچنے پر ہوتی ہے۔ ہر لمحہ محبوب کے بارے میں سوچ سوچ کر ایسی عالم پہ ہے کہ شاعر بات کرتے کرتے اندر ہی اپنی اس مسلسل سوچ کے زیر اثر محبوب سے متعلق بات کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ ایک بے اختیاری کا والا معاملہ ہے کہ انسان جان بوجھ کر نہیں کرتا بلکہ اس کے دماغ میں محبوب کی بات اسقدر گھر کر گئی ہے کہ لاشعور میں بھی محبوب ہی نظر آتا ہے۔ ایسے میں لوگ بھی حیران ہوتے ہیں کہ اس کے منہ سے کیا بات نکلی ہے لیکن شاعر کو اس بات کی پرواہ نہیں بلکہ وہ اسے اپنے شعر میں لے آتا ہے۔

اچھا خاصا بیٹھا بیٹھا گم ہو جاتا ہوں
اب میں اکثر میں نہیں رہتا تم ہو جاتا ہوں

سوال نمبر 6 درج ذیل عبارت کا ترجمہ کریں

تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں ہماری سائنس اور ٹیکنالوجی کو حاصل کرنے کی صلاحیت ہے جو کہ ملکی ترقیاتی منصوبوں کو تیز کرنے کی راہ ہے۔ ملک کی قسمت بنائی جا سکتی ہے۔ ٹیکنالوجی کی ترقی میں تیزی نے قدرتی وسائل اور ایسے دیگر عوامل پر انحصار کم کر دیا ہے۔ پوری دنیا میں سائنسی ترقی کی بدولت ہونے والی تیز ترقیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے انسان باقاعدہ بہتری کے ساتھ مشینوں سے بہترہ کام لے رہا ہے۔ دنیا آج جسے سب سے اہم اور ترجیحی پہلو سمجھتی ہے وہ سائنسی انسانوں کی بہتری کے لیے سائنس کی بنیاد پر حاصل ہونے والے فوائد کو استحکام دیتا ہے۔ سائنسی دریافتوں کو انسانی کوششوں سے ٹیکنالوجی کی جدت میں بدلنا ہوگا جسے حاصل کر کے انسانوں کی صورت حال میں نمایاں بہتری لائی جا سکتی ہے۔

Day: ______ Date: ______

سوال نمبر ۲: درج ذیل اقتباس کی تلخیص کیجیے

دلی میں زمانہ قدیم سے مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کے بعد بھی اکبر کے دور تک کئی طرح کی زبانیں بولے جانے کی وجہ سے مسائل رہے۔ اکبر کے دور میں باقاعدہ سلطنت کے قیام کے بعد صورتحال بہتر ہوئی تاہم اس دور میں فارسی کو سب سے نمایاں مقام حاصل تھا۔

(55 الفاظ)

عنوان: دلی میں بولے جانے والی زبانوں کے ادوار

Day: Date: سوال نمبر 2

مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

انسانی تاریخ مسلسل ارتقاء کے عمل سے گزر رہی ہے۔ ہزاروں لاکھوں سال سے شروع ہونے والا تہذیب کا سفر ہنوز جاری ہے۔ اس عرصے میں لاتعداد انسان دنیا میں آئے اور پھر ایک معین مدت تک اس عارضی دنیا میں ٹھہرنے کے بعد راہی عدم ہوئے۔ اگرچہ خدا کی ذات کے علاوہ ہر چیز کے لیے فنا ہو جانے کی خبر سب کو رہی۔ انسانی تاریخ ایسے لوگوں سے بھری ہوئی ہے کہ جنہیں شاید یہ غلط فہمی تھی کہ وہ دوام حاصل کر لیں گے۔ کبھی آج اگر تاریخ کے اوراق پلٹیں تو فرعون، نمرود، شداد، ہٹلر، مسولینی، نیرو، سٹالن، چنگیز خان، ہلاکو خان اور پھر ایسٹ انڈیا کمپنی کے بھیانک کرداروں اور مظالم کی ہولناک داستانوں سے آگاہی نظر آتی ہے۔ ایسے ایسے بیشتر حکمرانوں بادشاہوں اور فرمانرواؤں کی باقیات اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی حضرت انسان نے سبق نہ سیکھا اور اپنی نوع کے خلاف ہمیشہ سے برسر پیکار رہا۔ نتیجتاً لاکھوں کروڑوں لوگوں کا خون ناحق بہا دیا گیا اور ظلم و ستم کی دردناک داستانیں رقم کی گئیں۔ تاہم یہ امر انتہائی اہم ہے کہ یہ تمام ظالم حکمران اور جابر افراد اپنے گناہوں اور جرائم کا بوجھ لیے خود بھی تباہ و برباد ہو گئے اور آج ان کی باقیات بھی نہیں ملتیں۔

کہا جاتا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں ہٹلر کی طرح کے
ظالم حکمران بہت کم نظر آتے ہیں۔
ساٹھ لاکھ یہودیوں کی نسل کشی کرنے کے علاوہ دیگر
مذاہب کے لوگوں کو بھی بے دریغ انداز میں قتل کرنے کا
ہٹلر جن نظریات کا حامل تھا وہ بذاتِ خود ہولناک
تھے۔ مثال کے طور پر اسکی نظر میں جسمانی اور
ذہنی طور پر ناکارہ افراد کو جینے کا حق حاصل نہیں
تھا۔ لہٰذا اس نے ایسے افراد کا قتل عام کیا۔ اسی
طرح اسکے نزدیک کسی انسان کی جنس، عمر یا صحت
کا کوئی لحاظ نہیں تھا۔ اسی بنا پر لاکھوں لوگوں کے قتل
عام کے وقت بچوں عورتوں بزرگوں کو بلا تفریق موت کے
گھاٹ اتارا گیا۔ نازی حکومت کا یہ سربراہ جرمنی کے باسیوں
کے لیے آج بھی شرم کا باعث ہے اور اپنی تمام طاقت کے باوجود
آج تاریخ میں اسکی حیثیت ایک ظالم جانور سے بڑھ
کر کچھ نہیں ہے۔

ہٹلر کی طرح رعایا پر جبر و ستم کرنے والی ایک اور ہستی
روم کا نیرو ہے۔ جس نے اپنی حکومت اور اپنے اقتدار
کے لیے روم کو جلا دیا۔ اپنی ماں تک کو قتل کرنے والے
نیرو نے ایک طرف ظلم و تشدد کا بازار گرم کیا دوسری طرف
مسرفانہ زندگی اختیار کی اور اپنے محل کو سونے چاندی سے بھر
دیا۔ ظلم و استبداد کے علمبردار نیرو نے اپنے
سارے دور حکومت میں عام آدمی کا جینا محال کیے رکھا۔ اسکی
بے حسی اسقدر زیادہ تھی کہ آج مثال بن گئی ہے کہ جب
روم جل رہا تھا تو نیرو بانسری بجا رہا تھا۔ افسوس کہ ایسے

Day: ____________ Date: ____________

تمام تر ظلم و جبر کے باوجود نمرود بھی تباہ و برباد ہو گیا اور اپنے قوتی اقتدار کے اختتام پر خود اپنے ہاتھوں قتل ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔

دنیا میں ایک طرف تو جلادوں اور جابروں کے ظلم و ستم کی داستانوں سے بھری ہوئی ہے دوسری جانب ہر دور میں ایسے نیک لوگ آتے رہے کہ آج بھی انکا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے مثال کے طور پر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جنہیں خلیفہ پنجم یا عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے ہماری تاریخ میں ایک ایسے انسان اور ایسے حکمران کے طور پر جانے جاتے ہیں جنہوں نے انتہائی قلیل مدت میں، بہترین حکمرانی کی مثال قائم کی۔ 99ھ سے 101ھ تک حکمران رہنے والے عمر بن عبدالعزیز کو مجدد بھی کہا جاتا ہے۔ انکے دور حکومت کے اختتام پر ایک طرف خود انکے پاس تبدیل کرنے کو لباس تک موجود نہ تھا تو دوسری طرف رعایا اسقدر امیر ہو چکی تھی کہ حقیقتاً کوئی زکوٰۃ کا مستحق نہ مل رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دور حکومت کو آج بھی سنہرے حروف میں لکھا جاتا ہے۔ اپنے پرائے مسلمان اور غیر مسلم انکی مدح یکساں کرتے ہیں۔

انسانوں کے جملہ مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ حفظان صحت کو یقینی بنانا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اطباء، حکماء، اور پھر دور حاضر میں ڈاکٹروں کو

کو خاص پذیرائی ملتی رہی ہے اور انکا خاص مقام رہا ہے۔ دورِ حاضر میں طب میں ہونے والی تیز رفتار ترقی میں سب سے نمایاں ناموں میں سے ایک الیگزینڈر فلیمنگ کا ہے۔ اینٹی بائیوٹکس جو کہ آج میڈیسن میں جزوِ لاینفک کی حیثیت رکھتی ہیں، اسکا سہرا الیگزینڈر فلیمنگ کے سر ہی ہے۔ یہ ایک ایسی دریافت اور ایسی کامیابی ہے کہ انسانی تاریخ انکی اس دریافت کو ہمیشہ یاد رکھے گی اور احسان مند رہے گی کیونکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ محض اپنی بائیوٹک کے استعمال سے آج تک کروڑوں زندگیاں بچائی گئی ہیں۔ یہ عمل خدا کی ذات کو اتنا محبوب ہے کہ قرآن مجید میں ایک انسان کی زندگی کو بچانا تمام انسانوں کی زندگیوں کو بچانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ

بقول شاعر

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ کچھ کم نہ تھے کروبیاں (طاعت کے لیے)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ دنیا فانی ہے اور بہت جلد ہمیں عارضی ٹھکانے کو چھوڑ دینا ہے۔ ہمیں چاہیے ہم سبق سیکھیں کہ کیسے وہ بادشاہ جن کے سامنے کوئی دم مارنے سے کتراتا تھا آج خاک تلے ملیا میٹ ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ظلم و ستم کا بازار گرم کرنے والے لوگ خود تباہ و برباد ہوگئے اور آج انکی باقیات بھی نہیں ملتیں۔ اسکے برعکس وہ لوگ جو ایک دوسرے کے کام آتے رہے اور امن و آشتی کا پیغام دیتے رہے وہ مرنے کے باوجود امر ہوگئے۔ لہٰذا

ضرورت اس امر کی ہے کہ آج ہم بھی سبق سیکھیں اور اپنا نام ان لوگوں میں لکھوانے کی کوشش کریں جنہیں دنیا آج بھی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

مارے دنیا میں رہو غم زدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو